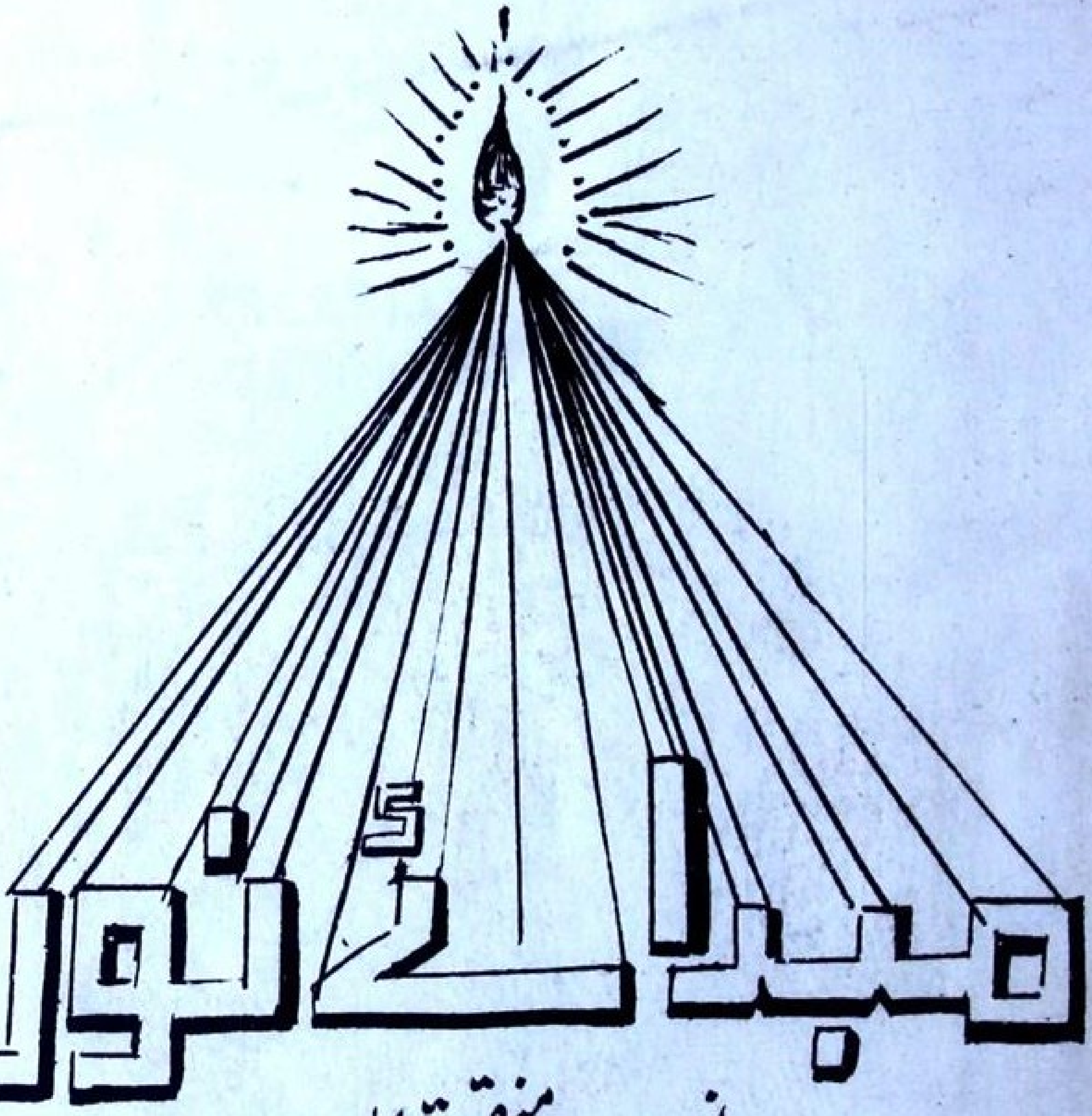


مبدائے نور

نعتیہ و منقبتی کلام

شمیم نصرتی

زیرِ اہتمام

ادارۂ تبلیغِ مہدویہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مبدائے نور

نعتیہ و منقبتی کلام

از
شمیم نصرتی

زیر اہتمام
ادارۂ تبلیغ مہدویہ

نام کتاب : مبدائے نور

موضوع : نعتیہ ومنقبتی کلام

شاعر : شمیم نصرتی

بہ اعانت : سید علی حسین ترصص نصرتی

زیر اہتمام : ادارۂ تبلیغ مہدویہ مشیرآباد۔ حیدرآباد ۴۸

سلسلہ اشاعت : ۴۸

تعداد : (۱۰۰۰) ایک ہزار

طبع : اول جنوری ۱۹۹۵ء

مطبع : دائرہ پریس، چھتہ بازار۔ حیدرآباد

انتساب

استادِ محترم حضرت سید ابراہیم تحسینؔ یداللّٰہی رح

کے نام

جن کے اندازِ تربیت نے مجھ میں

جذبۂ دینی پیدا کیا

اظہار

ادارۂ تبلیغ مہدویہ مشیرآباد نے تعلیماتِ امامنا علیہ السلام کو برادرانِ قومی اور عامۃ المسلمین تک مختصر کتابوں کی شکل میں پہنچانے کے مقصد کے تحت جو کام شروع کیا تھا وہ اللہ کے فضل و کرم سے جاری رکھے ہوئے ہے۔ ثبوتِ بعثتِ امامؑ عقائد، تعلیمات، دینی مسائل، تشریحات، تحقیقی مقالوں اور سوانح پر اب تک کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ یقیناً یہ کتابیں ایک سرمایۂ علمِ دین ہیں۔

ادارہ کے وسائل بے حد محدود ہونے کے باوجود اخلاص، عقیدت اور عزمِ راسخ کی بنیاد پر اس کارِ عظیم کو کامیابی کے ساتھ جاری رکھا ہے۔ ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہم اپنی ۸۴ ویں اشاعت "مبدائے نور" کی صورت میں قوم کے لئے پیش کر رہے ہیں۔ "مبدائے نور" ہماری قوم کے مایہ ناز شاعر جناب شمیم نصرتی صاحب کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔ جناب شمیم نصرتی صاحب ادارۂ ہذا کے ایک قابلِ احترام صدر ہیں۔ اور وہ ایک فعال شخصیت کے حامل ہیں۔ وہ نہ صرف ایک شاعر ہیں بلکہ ایک اچھے ادیب۔ مصنف۔ اور مقرر بھی ہیں۔ پیشہ کے اعتبار سے

وہ ایک قابل آرکٹیکٹ ہیں ۔ اس کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں صاحب موصوف کے فرزند عزیز جناب سید علی حسین صاحب ترصص نے مکمل مالی تعاون فرمایا ۔ ادارہ جناب سید علی حسین صاحب ترصص کا بے حد ممنون و مشکور ہے ۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجرِ عظیم عطا کرے ۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہوگی کہ ادارہ کے زیر اہتمام جو کتابیں شائع ہوئی ہیں وہ صاحب خیر حضرات کے مالی تعاون کا ہی نتیجہ ہے ۔ ان کتابوں کو ادارہ بلا ہدیہ مفت تقسیم کرتا ہے ۔ ادارہ برادرانِ قومی اور مخیر حضرات سے مالی تعاون کی اپیل کرتا ہے تاکہ وہ نیک اور بامقصد کارِ عظیم کو جاری رکھ سکے ۔

حضرات جہاں تصانیف، مضامین اور مقالے تبلیغ دین کیلئے ناگزیر ہیں وہیں نعتیہ کلام بھی تبلیغ دین کا ذریعہ رہا ہے ۔ چنانچہ اولیائے کرام اور بزرگانِ دین نے شاعری کو ذریعہ تبلیغ بنایا ۔ آج بھی اُن کی شاعری شمعِ ہدایت کی صورت میں ضیا پاشیاں کر رہی ہے ۔ لہٰذا ہم قوم کے شعرائے کرام سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ اپنے نعتیہ کلام کی اشاعت ادارہ ہذا کے زیر اہتمام شائع کروانے چاہیں تو ربط پیدا کر سکتے ہیں ۔ میں صاحب خیر حضرات سے پھر ایکبار التجا کرتا ہوں کہ وہ مالی تعاون فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں ۔

محمد عبد القادر درد جعفری
معتمد ادارہ تبلیغ مہدویہ

حضرت سیّد محمود رضا ناصر اسحاقی مرحوم

ہدیۂ تبریک

ہے شمیم نصرتی کا مذہبی دینی کلام
ہے عقیدت اور فنِ شعر کا اک انضمام
ہر ورق پر دین کا مذہب کا پورا احترام
ہر سخن میں فکر و فن کا اور ادب کا التزام
حمد ہے اور نعت ہے اور منقبت ہے اور سلام
ہر سخن آراستہ ۔ پیراستہ ہے ہر کلام
جذبۂ دینی سے اُن کے مست سب خورد و کلاں
اُن کے فنِ شعر کے گرویدہ ہیں سب خاص و عام
رنگ و بو سے ہے مزیّن اُن کا گلزارِ سخن
اک شمیم روح پرور سے مُعطّر ہے تمام
حُبّ مہدیؑ و نبیؐ سے جگمگاتا ہر خیال
پائیے جوشِ عقیدت سے چھلکتا ایک جام
ہے یہ نوری ہستیوں کی مومنوں کی کہکشاں
نور کا مبدا بہت موزوں رکھا ہے اس کا نام
ہے دعا ناصر کی ہو مقبول کل "مبدأ نور"
ہوں شمیم نصرتی مقبولیت سے شاد کام

○

ایم الاشرف سید عبدالقادر صاحب شکیب
ایم۔ اے

تبصرہ

فن شاعری کوئی آسان فن نہیں ہے اور نہ ہی شاعری صرف قافیہ پیمائی کا نام ہے۔ یہ ایک خداداد صلاحیت ہے۔ شاعری حسن فطرت کی عکاسی اور وجدانِ قلبی کے موزوں اظہار کا نام ہے۔ یہ جذبات، احساسات اور وارداتِ قلبی کی حسین ترجمانی ہے۔

شاعر کے جذبات، احساسات و خیالات اور عقائد جس قدر پاک وصاف ہوتے ہیں اس کے اشعار و مضامین بھی اسقدر صاف ستھرے، نچے تلے دھلے اور نکھرے موتی کے مانند ہوتے ہیں۔

شاعری کا رخ جب نعت گوئی یا منقبت گوئی کی طرف ہو جاتا ہے اس کا تعلق قلب و روح کی گہرائی سے ہو جاتا ہے۔ جب شاعر کی ذات کی گہرائیوں کے سمندر میں عشق نبیٔ ھدیٰ موجزن ہو جاتا ہے، بزرگانِ دین کی محبت و عقیدت جاگزیں ہو جاتی ہے تو شاعر کا ذہن نہایت روشن و منور ہو جاتا ہے اور اسکی فکر رسا

شعور و ادراک کی اس بلندی کو چھو لیتی ہے جہاں مبداء نور کی حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے اور اس حقیقت کا علم ہو جاتا ہے جس کی طرف محمد عربی نے اپنی اس حدیث میں اشارہ کیا ہے۔

انا من نور اللہ وکل شئ من نوری

(میں اللہ کے نور سے ہوں اور ہر چیز میرے نور سے ہے)

اسی حقیقت کو شاعر نے مبداء نور کا نام دیا ہے اور اس کا اظہار کچھ اس طرح کیا ہے۔

کل عالم بسیط منور ہے نور سے
ہر شے میں جلوہ گر وہی ماہ تمام ہے

—

بزم تجلیات میں رونق تم ہی سے ہے
میری نظر نظر کا نظارہ تم ہی تو ہو

—

اسی حقیقت کو حدیث قدسی میں لولاک لما خلقت الافلاک کی دل نواز و دل پذیر الفاظ میں سنایا گیا ہے۔ یہی وہ مبداء نور و نور محمدی ہے جو تخلیق کائنات کا باعث بنا جس سے ساری کائنات کی تخلیق عمل میں آئی۔

جناب شمیم نصرتی صاحب نے اپنے مجموعۂ کلام کو مبداء نور کا عنوان

دیگر رسول اولیں و آخریں سے اپنی دلی وابستگی و وارفتگی کا ثبوت دیا ہے۔ اور یہی وسیلہ کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھا ہے اور باعثِ فخر مباہات جانا ہے۔ لکھتے ہیں۔

میں امتی ہوں اُن کا جو ہیں خاتم النبیؐ
رکھتا ہوں اپنے پاس وسیلہ رسولؐ کا
نام لیوا ہے غلامانِ نبی کا نصرتی
اس وسیلے سے محمدؐ کا خدا کا ہوگیا

شاعری خود ایک سنگلاخ وادی ہے اس پر نعت گوئی یا منقبت گوئی اور بھی دشوار گذار منزل ہے۔ جہاں پر اک اک قدم پھونک پھونک کر سوچ سوچ کر سنبھل سنبھل کر رکھنا پڑتا ہے۔ ذرا سی لغزش و بے ادبی نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے۔ اس کے برخلاف حقِ عقیدت اور حقِ محبت سے عشقِ نبی و عشقِ مہدی سے یہ سنگلاخ زمین سرسبز و شاداب گلشن بن جاتی ہے اور جس سے گذر کر ایک انسان اپنی نجات اور بخشش کا سامان حاصل کر لیتا ہے۔

خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جو اپنے دل و دماغ کو فکر و خیال کو عشقِ نبیؐ و مہدیؑ کی شمع سے روشن کر کے اس وادی سبک رو ہو کر گذر جاتے ہیں۔

شمیم نصرتی صاحب نے بھی یہی ترکیب اپنائی۔ اور اس دشوار گذار راہ کو عشقِ نبیؐ و مہدیؑ سے طے کرنے کی ٹھانی اور بزرگانِ دین کی محبت والفت کی روشنی میں اسکو آسانی سے طے کر ڈالی۔

یہی وجہ ہے کہ وہ بہت ہی آسان، عام فہم زبان میں اپنی دلی اور گہری وابستگی و وارفتگی کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کے اشعار میں سلاست بیانی و معانی کے ساتھ الفاظ و معنی کی روانی بھی پائی جاتی ہے۔ نہایت ہی سلیس انداز میں بڑی بڑی عمدہ باتیں کہہ دیتے ہیں۔ جب لغت مہدیؑ کہتے ہیں تو عقائد مہدویہ کا اظہار بھی اسی سلاست و روانی اور آسان بیانی سے کرجاتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

جس نے دنیا کو سکھایا ہے سویت کا نظام
ناصرِ دینِ محمدؐ مصطفےٰؐ پیدا ہوا

آؤ دیکھو مومنو تم جلوۂ یزداں میاں
رویت حق کے لئے اک آئینہ پیدا ہوا

سویت کے نظام کی ایک اور ترجمانی اس طرح کرتے ہیں۔

تل کے دانے کو کیا تقسیم جس نے اے شمیم
کوئی کہہ دے ایسا کوئی دوسرا پیدا ہوا

ذکر خفی کے تعلق سے لکھتے ہیں ۔

دمادم کی صدا باقی نہ کوئی نعرہ ھو ہے
ملی ہے نعمتِ ذکرِ خفی مہدی کے آنے سے

یہ ایک حقیقت ہے کہ نبی کی ذاتِ انور اپنے سایہ سے بے نیاز و بے گانہ تھی اسکو شعراء نے اپنے اپنے انداز سے موضوع سخن بنایا۔ مگر شمیم نصرتی صاحب سایہ کے نہ ہونے کی ایک انوکھی وجہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

قدموں میں اور لوگوں کے آجائے نہ کہیں
اللہ نے جدا کر دیا سایہ رسولؐ کا

نعتِ رسول و مہدی کے علاوہ بزرگانِ دین کی منقبت میں بھی وہی سادگی، روانی اور سلاستِ معانی و بیانی نظر آتی ہے ۔ وہ بہت ہی سلیس، آسان، عام فہم انداز میں بڑے کام کی عقیدے کی اور عقیدت کی بات کہہ جاتے ہیں ۔ جس سے ان کی دلی وابستگی اور وارفتگی کا پتہ چلتا ہے ۔

حضرت روشن منور کی منقبت میں لکھتے ہیں ۔

میرا ایمان ہیں روشن منور
شہِ ذی شان ہیں روشن منور

ثبوتِ مہدی برحق کی خاطر
کھلی برہان ہیں روشن منورہ

— آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مبداء نور کی شعاعیں قاری کے دل و دماغ کو روشن و منور کرنے میں معاون و مددگار ثابت ہوں۔ اور اسکی روشنی چار دہنگ عالم میں پھیلے۔

آمین

○

جناب اشرف خوندمیری صاحب

مبدائے نور

ازل سے یہی ایک عقیدہ ساری کائنات کے تمام عقیدوں پر حاوی نظر آتا ہے کہ کائنات کی تشکیل جس نور کی مرہونِ منت ہے اُس کا مبداء عرشِ معلیٰ کے سوا کچھ اور نہیں۔ تمام کائنات ذرے ذرے کو اجاگر کرنے کا عمل اس مبدائے نور کی شعاعوں کی ترسیل سے جاری و ساری ہے۔ انہی شعاعوں کے ارتباط و ارتکاز سے آفتاب رسالت روشن ہوا اور انہی شعاعوں کے انعکاس سے ماہتاب ولایت کی ٹھنڈی کرنیں جب ظلمت کے تاریک چہرے پر پڑنے لگیں تو تیرگی کی نقابیں اُلٹتی چلی گئیں اور ایک اجلی و روشن رہ گذر دھرتی کے سینے پر نمودار ہوگئی۔

جس انسان کے مقدر میں منزل لکھدی گئی اُسے اسی رہ گذر پر چلنے کی توفیق عطا ہوئی۔ اس رہ گذر پر جب انسان قدم قدم اجالوں کے نقشِ قدم چنتا گیا تو اُسے اپنی منزل کا ادراک ہونے لگا۔

شمیم نصرتی کا ذہن، قلم اور عقیدہ بھی اسی رہ گذر پر گام گام نورِ تمام کی بوند بوند اپنے دل کی صراحی میں سمیٹنے لگا تو وہ بھی اپنے گرد کا حقیقی رسولؐ و مہدیؑ اور برگزیدہ بزرگان دین کی عقیدت سے لبریز صراحی سے تشنہ لبوں کی پیاس بجھانے میں مصروف ہو گئے۔

شمیم نصرتی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں اُن کا کردار اور اُن کی طرزِ تحریر ہی اُن کی شناخت بن گئی ہے۔ جب تک کسی قلم میں ندرت، خیال میں پاکیزگی، دل میں عقیدت اور نگاہ میں بصیرت گھر نہ کر جائے۔ اُس کی شناخت ممکن نہیں۔ شمیم نصرتی کا قلم خیال، دل اور نگاہ ان ہی لوازمات سے مکمل طور پر آراستہ و پیراستہ ہے یہی وجہ ہے کہ کثیر مجمع میں بھی اُن کی شناخت آسان ہو جاتی ہے۔ وہ جس شخصیت موضوع اور جس واقعہ پر اپنا قلم اٹھاتے ہیں تو اُس کے ہر پہلو اور زاویے پر گہرائی کی نظر رکھتے ہوئے اُسے اجاگر کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

اُن کا قلم جب دشوار سے دشوار گذار راستوں پر عزم سفر باندھتا ہے تو کٹھن سے کٹھن مرحلہ بھی اُن کے آگے ہاتھ باندھے کھڑا نظر آتا ہے۔ یہی اُن کی شناخت بن گئی ہے۔ اُن کا قلم جس موضوع کو بھی شعری لباس پہنانے میں مصروف ہو جاتا ہے تو ہر شعر اپنے تمام

حسن کو دو بالا کرتا ہوا صفحہ قرطاس پر طلوع ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔
اُن کے ذہن کی خاموش وادیوں میں "مبدائے نور" کی بھی بازگشت گونج اُٹھی ہے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اُن کے بالغ ذہن نے اپنے مجموعۂ کلام کو کتنے موزوں اور مناسب عنوان سے آراستہ کیا ہے۔

اس دورِ انتشار میں نور کی اک ننھی سی بوند کی ہی سہی تلاش میں جو تشنہ لب دیوانہ وار سرگرداں ہیں، اللہ تبارک تعالیٰ کی رحمت سے پوری امید ہے کہ وہ اس "مبدائے نور" کی بوند بوند سے اپنی پیاس بجھانے کا سامان ضرور مہیا کرلیں گے۔ ••

حمدِ باری تعالےٰ

کام بگڑے سُدھارتا ہے کوئی
مشکلوں میں سنبھالتا ہے کوئی

دے کے دنیا میں عزت و توقیر
جس کو چاہا نوازتا ہے کوئی

اُس کی رحمت کی کوئی حد ہی نہیں
مشکلیں سب کی ٹالتا ہے کوئی

جس طرف دیکھو اُس کا جلوہ ہے
زُلفِ گیتی سنوارتا ہے کوئی

سُن رہا ہے دعائے مظلومین
ظالموں کو بھی پالتا ہے کوئی

اپنی رحمت سے کھارے پانی سے
میٹھے چشمے نکالتا ہے کوئی

فہم و ادراک دے کے انساں کو
فکر و دانش نکھارتا ہے کوئی

سب کو اعمالِ صالحہ کی طرف
خاموشی میں پکارتا ہے کوئی

یہ ہے فضل و کرم کے سانسوں میں
اپنی یادوں کو ڈھالتا ہے کوئی

حوصلہ دے کے زندگی کا شمیمؔ
ہر قدم پر سنبھالتا ہے کوئی

○

نعتِ رسولؐ

جس ذات کا وظیفہ مرا صبح و شام ہے
محبوبِ کبریا ہے وہ خیر الانام ہے

آقا کا نام دیکھئے کیا پاک نام ہے
ہر ایک کی زباں پہ درود و سلام ہے

قرآں کہہ رہا ہے کہ ارفع ہے اُسکا ذِکر
نامِ محمدؐ لائقِ صد احترام ہے

محفل جو دشمنوں کی ہو یا دوستوں کی بزم
ہر جا پہ ذکرِ خیر نبی خاص و عام ہے

کُل عالم بسیط منوّر ہے نور سے
ہر شئے میں جلوہ گر وہی ماہِ تمام ہے

کیا شان ہے کہ وہ ہے نبی آخر الزماں
وہ پیشوا ہے سب کا امام الامام ہے

پہلے کسی کو نام محمدؐ نہیں ملا
وہ ربِّ ذوالجلال کا محبوب نام ہے

مسرور سب ملک ہیں ولادت کے جشن میں
ہر سمت آسماں پہ بڑی دھوم دھام ہے

کتنی مماثلت ہے قرآن و حدیث میں
ہاں، ہاں کلام اُن کا خدا کا کلام ہے

یہ معجزہ ہے گنبدِ خضریٰ کا اے شمیم
شہرِ مدینہ آج بھی دارالسلام ہے

○

نعتِ رسولؐ

لب پر مرے حضورؐ کا ذکرِ دوام ہو
ہو صبح میری یونہی تو یوں میری شام ہو

ہر قول اُن کا لائقِ صد احترام ہے
اُن کا کلام کیوں نہ خدا کا کلام ہو

ہے آرزو یہی مری اے ربِّ ذوالجلال
کعبے میں ہو سحر تو مدینے میں شام ہو

لینے لگوں جب آخری ہچکی حیات کی
لب پر مرے نبیؐ کا ترے پاک نام ہو

حُبِّ نبیؐ جس نفس میں ہو جائے جاگزیں
اُس کا مقام کیوں نہ یہاں اعلیٰ مقام ہو

اپنائیں کیوں اُصول ہم اسلام کے سوا
اپنا نظام اپنے نبیؐ کا نظام ہو

ہر اک دلِ مومن کی یہ ہے آرزو شمیم
آقائے دو جہاں کے غلاموں میں نام ہو

○

نعتِ رسولؐ

آپ کی آمد سے ایماں کا اُجالا ہوگیا
مقصدِ تخلیقِ کائنات پورا ہوگیا

آپ کی بعثت سے خالق کا نظارا ہوگیا
ہر طرف اقصائے عالم میں اجالا ہوگیا

نامِ نامی آپ کا جب آگیا لب پر مرے
وہ جو مشکل مرحلہ تھا خود سہارا ہوگیا

آرزو رب کی یہی تھی دیکھ لے اپنے جمال
روپ میں ختم المرسل کے خود ہویدا ہوگیا

جب صدائے جاء الحق گونجی بلادِ کفر میں
دہر میں چاروں طرف حق کا ظہورا ہوگیا

دے کے ہینڈرڈ مین اس نے سب سے اعلیٰ مرتبہ
مائیکل اتچ ہارٹ بھی شیدا نبیؐ کا ہوگیا

آپ ہیں یٰسٓ وطٰہٰ آپ ہیں خیر البشر
جو بھی لے نام محمدؐ وہ خدا کا نام ہوگیا

نام لیوا ہے غلامانِ نبی کا نصرتی
اس وسیلہ سے محمدؐ کا خدا ہوگیا

○

یہ جلوہ نمائی بھی کیا جلوہ نمائی ہے
مہدی میں محمدؐ کا جلوہ نظر آتا ہے

نعتِ رسولؐ

یٰسین تم ہو سورۂ طٰہٰ تم ہی تو ہو
والشمس و والضحیٰ کا خلاصہ تم ہی تو ہو

کشتیِ زندگی کا سہارا تم ہی تو ہو
ہر بحرِ بیکراں کا کنارا تم ہی تو ہو

تم پر نثار ساری خلائق ہے یا نبیؐ
قدرت کی عظمتوں کا ستارا تم ہی تو ہو

رنگینیِ بہار تم ہی سے ہے یا رسولؐ
جس نے کلی کلی کو نکھارا تم ہی تو ہو

محفل میں کوئی اور کہاں جس پہ ہو نظر
بزمِ جہاں کا ایک نظارا تم ہی تو ہو

تاریکئ حیات میں اک روشنی ہوئی
رقصاں دلوں میں جو ہے شرارہ تم ہی تو ہو

قائم مرے حواس ہیں ذکرِ خدا کے ساتھ
میرے نفس نفس کا سہارا تم ہی تو ہو

دشواریوں میں حوصلے میرے رہے بلند
ہر غم میں دل نے جسکو پکارا تم ہی تو ہو

بزمِ تجلیات میں رونق تم ہی سے ہے
میری نظر نظر کا نظارا تم ہی تو ہو

ہر دم یہ کہہ رہا ہے مرا ہر نفس شمیم
تجدیدِ زندگی کا اشارہ تم ہی تو ہو

○

نعتِ رسولؐ

تجلّیٔ ذاتِ حق کی جلوۂ خیرالوراءؐ میں ہے
صفت ہر اِک نبی کی خود امام الانبیاءؐ میں ہے

نوازش کی ادا ایسی محمّدؐ مصطفیٰؐ میں ہے
کرم کی شان جیسی رحمتِ ربّ العلیٰ میں ہے

ہر اک تارِ نفس میں گونج ہے نامِ محمدؐ کی
سکونِ قلب کی نعمت مدینے کی ہوا میں ہے

جو تابع آپ کا ہے اُس کو کوئی غم نہیں آقا
ہر ایک مومن کی بخشش آپ کے لطف و عطا میں ہے

کوئی اُن سے کہے جو پھر رہے ہیں ٹھوکریں کھاتے
ہمارے مسئلوں کا حل نظامِ مصطفیٰؐ میں ہے

بقدرِ ظرف اُس سے ہر نبی نے فیض پایا ہے
انائے رب کا ہر جلوہ محمدؐ کی انا میں ہے

خدا کے قہر سے مقبوض کیوں نہ بولہب ہوگا
وعیدِ قہرِ رب جو سورۂ تَبَّت یدا میں ہے

جُھکا سر خود بخود یونان و مصر و ہند و روما کا
قیادت کی وہ عظمت سیرت خیر الوریٰ میں ہے

بشر کا ذکر ہی کیا ہے ملک بھی کھنچ کے آتے ہیں
کشش کتنی محمدؐ مصطفےٰ کے نقش پا میں ہے

شمیمؔ نصرتی پر کیجئے نظرِ کرم آقا
مسلسل آرزو دیدار کی اُس کی دُعا میں ہے

○

نعتِ رسولؐ

دل پہ ہے میری جان پہ قبضہ رسولؐ کا
صدقہ حضور کا ہے یہ صدقہ رسولؐ کا

میں اُمّتی ہوں اُن کا جو ہیں خاتم النبیؐ
رکھتا ہوں اپنے پاس وسیلہ رسولؐ کا

وہ لہجہ جس پہ ساری بلاغت کو ناز ہے
اللہ کلہ ہے لہجہ وہ لہجہ رسولؐ کا

ہے عظمتِ رسولؐ کا قرآن بھی گواہ
یٰسین نام ہے کہیں طٰہٰ رسول کا

قدموں میں اور لوگوں کے آجائے نہ کہیں
اللہ نے جدا کر دیا سایا رسولؐ کا

دنیا کے سارے سکوں میں ہے جسکی منزلت
رکھتا ہوں اپنے پاس وہ سکہ رسول ؐ کا

ہر چیز منوّر ہے محمد ؐ کے نور سے
"وہ تنویر کبریا ہے سراپا رسول ؐ کا"

محشر میں مجھ سے ہوگا سوال و جواب تب
میں اُمتی ہوں دوں گا حوالہ رسول ؐ کا

کلمہ نصیب تم کو ہوا جو میاں شمیم
انعام ہے خدا کا وہ تحفہ رسول ؐ کا

○

نعتِ رسولؐ

نامِ گرامی جس نے پکارا رسولؐ کا
اُس شخص کو مِل جائے سہارا رسولؐ کا

رنگینیٔ بہار بھی ہے پَرتوِ رسولؐ
دیکھو کلی کلی میں نظارا رسولؐ کا

وہ شافعِ محشر ہیں وہ ہیں ساقیِ کوثر
یوم الحساب پر ہے اجارہ رسولؐ کا

دل میں ہے میرے یادِ محمدؐ بسی ہوئی
مضبوط کس قدر ہے یہ سہارا رسولؐ کا

نورِ محمدؐ اصل میں ہے نورِ کبریا
ہر شئے میں جلوہ گر ہے نظارا رسولؐ کا

ہم اُمتی ہیں اُن کے جو ہیں شافعِ محشر
رشتہ ہے کتنا پاک ہمارا رسول کا

نہ خوف ہے کوئی مجھے بخشش کا اے شمیم
ہو جائے گا محشر میں اشارہ رسولؐ کا

○

سلام

بحضور خاتم النبین رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم

السّلام اے بادشاہِ ملکِ یزداں السّلام
السّلام اے وارثِ تختِ سلیماں السّلام

السّلام اے چارہ سازِ دردمنداں السّلام
السّلام اے کشتگانِ دل کے درماں السّلام

السّلام اے بادشاہِ جن و انساں السّلام
السّلام اے حاملِ بارِ غریباں السّلام

السّلام اے مظہرِ حق کعبۂ جاں السّلام
السّلام اے نورِ ایماں روحِ قرآں السّلام

السّلام اے ماہِ کامل ماہ تاباں السّلام
السّلام اے شمس تاباں دریزداں السّلام
السّلام اے مطلعِ صبحِ درخشاں السّلام
السّلام اے مقصدِ شامِ غریباں السّلام

○

نعتِ مہدیؑ

پیغامِ احمدی کا خلاصہ تم ہی تو ہو
قرآن کے نزول کا منشاء تم ہی تو ہو

سو طاعتوں سے بڑھ کے تمہاری ہے بندگی
کیوں نہ کہوں میں حاصلِ سجدہ تم ہی تو ہو

دستارِ علم خضر نے باندھی تمہارے سر
فیضانِ علم دین کا مبدا تم ہی تو ہو

ہے تم میں شانِ "ثُمَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ"
قرآن کے بیاں کا خلاصہ تم ہی تو ہو

موسیٰ کی آرزو ہو تو احمدؐ کی تمنّا
"شانِ رسل ہو سیدِ اعلیٰ تم ہی تو ہو"

یونسؑ کو جس نے بحرِ تلاطم میں دی پناہ
اُس خوش نصیب ماہی کا جلوہ تم ہی تو ہو

اللہ کی مراد ہو احمد کا ہو بدل
دینِ محمدی کا اُجالا تم ہی تو ہو

دشواریوں میں میرے رہے حوصلے بلند
مہدی مرے غموں کا مداوا تم ہی تو ہو

ہر لمحہ جن کی یاد میں گذرا شمیم کا
تم ہی تو ہو، تم ہی تو ہو، آقا تم ہی تو ہو

○

نعتِ مہدیؑ

ہیں ملائک خوش کہ شانِ کبریا پیدا ہوا
مہدیِ موعود ختم الاولیا پیدا ہوا

ثانیِ خیر البشرؐ و حق نما پیدا ہوا
آمنہ کے گھر میں دُرِّ بے بہا پیدا ہوا

چرخ پر اسلام کے بدر الدجیٰ پیدا ہوا
ہم کمال و ہم جمالِ مجتبیٰ پیدا ہوا

عرش پر چرچہ ہوا شمس الضحیٰ پیدا ہوا
منتظر تھا جس کا عالم حق نما پیدا ہوا

دین کی کشتی کو طوفاں سے بچانے کے لیے
شہر جونپور میں اک ناخدا پیدا ہوا

سر بہ سجدہ ہو گئے بُت آمدِ موعود پر
دھوم تھی اک ہمسرِ خیر الوراء پیدا ہوا

لُٹ رہا تھا کارواں اسلام کا بدعت کے ہاتھ
لے کے قرآں و شریعت رہنما پیدا ہوا

پھر سے احیائے شریعت کا لئے بارگراں
ہادیٔ برحق امام دوسرا پیدا ہوا

جو تمنّائے کلیم اللہ و روح اللہ ہے
وہ حبیب کبریا کا مدعا پیدا ہوا

آؤ دیکھو مومنو تم جلوۂ یزداں یہاں
رویتِ حق کے لئے اک آئینہ پیدا ہوا

جام سنّت میں لئے پھر سے شریعت کی شراب
ساقیٔ کوثر امام دوسرا پیدا ہوا

آمدِ مہدی سے پھر اسلام زندہ ہوگیا
دینِ برحق کے لئے اک راستہ پیدا ہوا

جس نے دنیا کو سکھایا ہے سویت کا نظام
ناصرِ دینِ محمدؐ مصطفےٰؐ پیدا ہوا

حق ہوا ظاہر تو باطل خود گریزاں ہوگیا
حق کو حق کرکے دکھاتے حق نما پیدا ہوا

تل کے دانے کو کیا تقسیم جس نے اے شمیم
کوئی کہدے! ایسا کوئی دوسرا پیدا ہوا

وہ پوچھتے ہیں مہدی موعود کا ظہور
کیسے ہوا، کس وقت ہوا کس جگہ ہوا

نعتِ مہدیؑ

تیرا ہر ایک عمل تابعِ قرآں مہدی
تیری ہر بات ہے قرآن کا فرماں مہدی

کتنا اعلیٰ ہے ملائک سے بھی رتبہ اُس کا
داخلِ دائرہ ہو جائے جو انساں مہدی

روشنی جن کے دلوں میں ہے تمہاری آقا
اُن کو مل جائیگا دیدار کا عرفاں مہدی

تیری بعثت سے ولایت میں بہار آئی ہے
تو ہی ہے اولیائے دین کا سلطاں مہدی

صحبتِ صادقاں و ترکِ خودی ذکرِ دوام
مومنوں کے لئے ہیں زیست کے ساماں مہدی

روز و شب تیرا ہی ہم نام لیا کرتے ہیں
درد مندوں کے لئے تو ہی ہے درماں مہدی

عزلت از خلق کے ساتھ عشر و ہجرت پاکر
ہر مصدّق ہے ترا تابعِ قرآں مہدی

یہ دُعا ہے کہ غلاموں پہ ہو کچھ نظرِ کرم
مِلّت اپنی ہے بہت آج پریشاں مہدی

تو محمدؐ کا بدل اور ہے موسیٰ کی دُعا
نصرتِ دیں کے لئے تحفۂ یزداں مہدی

روز و شب اتباعِ دینِ محمدؐ کر کے
کر دیا تو نے شریعت ہی کو آساں مہدی

جس نے اُمّت کو ہلاکت سے بچایا ہے شمیم
ہے وہی دینِ محمدؐ کا نگہباں مہدی

نعتِ مہدیؑ

محمدؐ مصطفیٰؐ کا تابعی ہے
شریعت کا حقیقی مدعی ہے

قبولِ مہدویت لازمی ہے
قیامت کی گھڑی ورنہ کڑی ہے

بتاؤ کون وہ جو متقی ہے
وہی تو مہدوی ہے مہدوی ہے

یہاں پر چھاؤں ایماں کی گھنی ہے
عنایت مہدیِ موعود کی ہے

زمانے کی نظر ہم پر کڑی ہے
مقامِ مہدویت ہی یہی ہے

مصدّق کے لبوں پہ تازگی ہے
یہ نعمت غیب سے اُسکو ملی ہے

ولادت پر امام دوسرا کی
منوّر شمع ایماں ہو گئی ہے

ملاتی ہے جو بندے کو خدا سے
وہ تیرے دائرہ ہی کی گلی ہے

بیاں ہو کس زباں سے وصف مہدی
حیاتِ پاک موتی کی لڑی ہے

تھی جس کے دید کی موسیٰ کو خواہش
وہی ہے تو وہی ہے تو وہی ہے

کہا ہے تجھکو حیرالدین نے یہ
کہ تیری ذات آیاتِ جلی ہے

دکھایا چشم سر سے تو نے رب کو
زمانے نے گواہی جس کی دی ہے

ترے اصحاب تھے مانند صُفّہ
امام الہند نے تعریف کی ہے

شعورِ بندگی بخشا ہے تو نے
مقامِ مہدی برحق یہی ہے

مٹانے کفر کو ظاہر ہوا ہے
صدا یہ غیب سے ہاتف نے دی ہے

منادی کر دو اے ایمان والو
یہاں پر نور کی محفل سجی ہے

شمیمِ ناتواں کا اک سہارا
ہمیشہ یاد بس تیری رہی ہے

○

نعتِ مہدیؑ

ملی ہے مومنوں کو زندگی مہدیؑ کے آنے سے
بڑھا ہے اور ذوقِ آگہی مہدیؑ کے آنے سے

چھٹی ہے کفر کی یوں تیرگی مہدیؑ کے آنے سے
کہ روشن شمع ایماں ہوگئی مہدیؑ کے آنے سے

گلستاں جب ہوا نذرِ خزاں آئی بہارِ نو
ملی ہے تازگی ہی تازگی مہدیؑ کے آنے سے

صبا یثرب سے جب پیغام جونپور کو لائی
منور ہوگئی دسویں صدی مہدیؑ کے آنے سے

فقط سوکھا پڑا تھا گلشنِ اسلام برسوں سے
ہوئی ایمان کی کھیتی ہری مہدیؑ کے آنے سے

یہاں غلبہ تھا ہر سُو رسم و عادت اور بدعت کا
ہوئے رُوپوش سارے بدعتی مہدی کے آنے سے

کئی پردے تھے حائل رب میں اور بندے کی آنکھوں میں
ہوا ہے عام ذوقِ دیدنی مہدی کے آنے سے

مٹا ہے جذبۂ نفرت پیام مہدیِ دیں سے
بنا ہے آدمی پھر آدمی مہدی کے آنے سے

ملا ہے تحفۂ ایماں ہمیں ذکرِ دوامی کا
ہوئی آساں ہماری ہر گھڑی مہدی کے آنے سے

بڑا احسان ہے مہدی کا ذہنِ نسلِ انساں پر
کہ پایا ہے شعورِ بندگی مہدی کے آنے سے

نہ منزل تھی کوئی درماندگی کا دور دورہ تھا
ملی ہے رہبروں کو رہبری مہدی کے آنے سے

غذائے طاہر لاہوت میں تھی جو کمی باقی
نہ باقی ہے، رہی کوئی کمی مہدی کے آنے سے

امام الہند نے بھی تذکرہ میں کہدیا آخر
نبوت کی یہاں محفل سجی مہدی کے آنے سے

دمہ دم کی صدا باقی نہ کوئی نعرۂ ہو حق
ملی ہے نعمتِ ذکرِ خفی مہدی کے آنے سے

مٹی ہیں بدعتیں، رسمیں جہالت کی وہ سب باتیں
مسلماں کو حیاتِ نو ملی مہدی کے آنے سے

غلامانِ نبیؐ وہ مہدیِ دیں کے غلاموں میں
ہوا شامل شمیمِ نصرتی مہدی کے آنے سے

نعتِ مہدیؑ

ہے عالم کا عالم ثنا خوانِ مہدی
یہ ہے شانِ مہدی یہ ہے شانِ مہدی

محمدؐ نے کی جن کی مداح سرائی
وہی ہیں وہی ہیں غلامانِ مہدی

کیا پھر سے احیاءِ دینِ محمدؐ
یہ ہے دینِ احمد یہ احسانِ مہدی

ہیں مہدی کی مدحت میں آیاتِ فرقاں
خدا خود ہے گویا ثنا خوانِ مہدی

دیا درس دنیا کو وحدانیت کا
محمدؐ کا فرماں ہے فرمانِ مہدی

نہ ہے خوفِ دنیا نہ ہے فکرِ عقبیٰ
تصور میں ہے روئے تابانِ مہدیؑ

نبوت کی جن سے ہوئی یاد تازہ
وہی ہیں غلامان پاکانِ مہدی

لئے دل میں آئے ہیں نذرِ عقیدت
ثنا خوانِ مہدی ثنا خوانِ مہدی

خدا روبرو ہو تو کرتھیں سجدہ
یہ تھی عزو شانِ کنیزانِ مہدی

قیامِ شرح کے لئے عزم پیہم
مسلسل ہیں کوشاں جوانانِ مہدی

خدا کو دکھایا خدا سے ملایا
وہ تھا ایک ادنیٰ سا فیضانِ مہدیؑ

ولایت کی ہر سو ضیا باریاں ہیں
درخشاں جو ہے مہر تابانِ مہدی

نکھر جاتی ہے جن کی تسبیح سے دنیا
وہی ہیں وہی ہیں فدایانِ مہدی

تھا آٹھوں پہر جن کو دیدارِ حق کا
تھے ایسے ہی سب جاں نثارانِ مہدی

اگر تنگ ہو عرصۂ دل تو کیا غم
کشادہ ہے دامانِ مہدی

شمیم حزیں کی بس اتنی دعا ہے
نکھر جائے رنگِ گلستانِ مہدی

○

نعتِ مہدیؑ

عادت و بدعت و اوہام مٹانے آیا
پردۂ جہل کو دنیا سے ہٹاتے آیا

اک نئی شان سے قرآن سنانے آیا
رہبروں کو بھی نئی راہ دکھانے آیا

درمیاں بندے و رب کے جو تھے پردے حائل
قوّتِ ذکر سے پردوں کو اٹھانے آیا

مرکزِ دیں پہ سپرکارِ شریعت رکھکر
دائرۂ قطر سے سنّت کے بنانے آیا

صحبتِ صادقاں و ذکرِ خفی ترکِ خودی
نعمتیں کتنی ہمیں دیتے دلاتے آیا

تِل کے دلانے کی بھی ہو سکتی ہے تقسیم یہاں
درس ایسا وہ سویت کا سکھانے آیا

عشر کے ساتھ دیا ہے ہمیں ہجرت کا سبق
عزلت از خلق و توکل بھی بتانے آیا

کہدیا اُس نے مسلمان ذخیرہ نہ کُند
حرصِ دنیا سے مسلماں کو بچانے آیا

اپنے ہر فعل سے احیائے شریعت کر کے
خوابِ غفلت سے مسلمان کو بچانے آیا

ترکِ دنیا کی فضیلت کو اُجاگر کرتے
اہلِ صفہ کی ہمیں یاد دلانے آیا

اُسوۂ احمدِ مختار کا پیکر بن کر
شمع ایماں کی ہر سمت جلانے آیا

فرض گردان کے وہ ذکرِ دوامی کو شمیم
ہر نفس میں فقد اللہ کو بسانے آیا

نعتِ مہدی

ہمارے مہدی آخر زماں تشریف لے آئے
نہیں ممکن کہ کوئی پھر یہاں تشریف لے آئے

گلستانِ ولایت میں خزاں کا دور دورہ تھا
کہ ایسے میں بہارِ گلستاں تشریف لے آئے

بتانے راستہ خود رہبروں کو حق شناسی کا
ولایت کے امیرِ کارواں تشریف لے آئے

بجا ہے رشک کرنا تجھ پہ جونپور عالم کا
ترے دامن میں شاہِ دوجہاں تشریف لے آئے

بتوں نے کرلیا اقرارِ حق کا سرنگوں ہوکر
شہنشاہِ زمین و آسماں تشریف لے آئے

کیا محفوظ دیں کو رسم و عادت اور بدعت سے
کہ امت کے حقیقی پاسباں تشریف لے آئے

ہوا ہے سُرخرو ہندوستاں بعثت سے مہدی کی
مبارک ہو امامِ دو جہاں تشریف لے آئے

مبارک تجھکو اے دسویں صدی ہجری مبارک ہو
کہ دامن میں ترے شاہِ زماں تشریف لے آئے

بیاں ہو کس زباں سے معجزہ تفہیم قرآں کا
حقیقت ہیں وہ قرآں کی زباں تشریف لے آئے

ہوئے مامور کرنے پھر بیاں قرآن کا ایسا
وہ لے کے شانِ اعجاز بیاں تشریف لے آئے

خبر ہو جاتی چالیس کوس سے حضرت کے آمد کی
پیامِ حق سنانے جب جہاں تشریف لے آئے

بصارت کی شمیم اُن کو ملے گی کس طرح نعمت
جو پوچھا کرتے ہیں مہدی کہاں تشریف لے آئے

نعتِ مہدیؑ

میرا کعبہ میرا ایماں مہدیِ موعود ہیں
واقفِ اسرارِ یزداں مہدیِ موعود ہیں

بادشاہِ جن وانساں مہدی موعود ہیں
فخرِ عالم فخرِ دوراں مہدی موعود ہیں

بیکسوں کے دل کا درماں مہدی موعود ہیں
والیِ بزمِ یتیماں مہدی موعود ہیں

معنیٔ آیاتِ فرقاں مہدی موعود ہیں
کاشفِ اسرارِ یزداں مہدی موعود ہیں

منبعِ دریائے عرفاں مہدی موعود ہیں
اولیاء اللہ کے سلطاں مہدی موعود ہیں

ثانیٔ خیر البشر کیا مہدی موعود ہیں
مہدیِ موعود ہیں، ہاں، مہدیِ موعود ہیں

سیرتِ موعود سے مہکا ہوا اک جہاں
رونق بزم گلستاں مہدی موعود ہیں

ہے طلب صادق مری اور سوئے منزل ہوں رواں
راہِ حق کے جب نگہباں مہدی موعود ہیں

دیکھتے ہی اہلِ دانش اہلِ بنیش نے کہا
پیکرِ اسرارِ یزداں مہدی موعود ہیں

تذکرے میں کہدیا ہے خود امام الھند
سیرتِ احمد کے شایاں مہدی موعود ہیں

ہے عقیدہ طالبانِ راہ حق کا آج بھی
رویت باری کا امکاں مہدی موعود ہیں

مہدیِ دیں کی حقیقت میں یہ ہے عظمت شمیم
مرکزِ دیدارِ یزداں مہدی موعود ہیں

○

نعتِ مہدیؑ

اُلفتِ مہدی و احمد جنکے بھی سینوں میں ہے
ایک لطفِ خاص اُنکو ہر پہر جلوؤں میں ہے

دیدنی کا ذوق ویسے عارفوں میں ہے ضرور
ہاں مگر سچی طلب موعود کے پیاروں میں ہے

کس زباں سے ہو بیاں اُس قلب کی پاکیزگی
ذکرِ الا اللہ جسکی ہر پہر سانسوں میں ہے

کوئی منظر اِن نگاہوں میں سما سکتا نہیں
مہدی موعود کا جلوہ مری آنکھوں میں ہے

آیتِ ثُمَّ عَلَینا سے ہوا ظاہر یہاں
وہ بیانِ خاص ہے جو نور کے پردوں میں ہے

کہدیا ابنِ عربیؒ اور کاشانیؒ نے یہ
ذکرِ مہدی دیکھئے قرآں کے پاروں میں ہے

عارفوں کا قول ہے کہ مثلِ قرآن و حدیث
نورِ ایمانی کا مبداء آپ کی نقلوں میں ہے

اہلِ دانش اہلِ بینش کی زباں پر ہے یہی
جلوہ گر نورِ محمدؐ پانچ اِن صدیوں میں ہے

دعویٰ بینائی جنکو ہے وہ یہ پڑھ لیں ضرور
دعوتِ مہدیِ برحق کل کے اخباروں میں ہے

روضۂ مہدیِ دیں کا ہر نظارا ہے حسین
گنبدِ خضریٰ کے مانند نور کے سانچوں میں ہے

بات اپنوں کی ہے یہ موعود آمد و گذشت
انتظارِ مہدیِ موعود تو غیروں میں ہے

حق و باطل میں کبھی واضح بڑا ہی فرق تھا
حق و باطل کا تصوّر اب تو بس سپنوں میں ہے

ہائے کیسا آ پڑا ہے وقت اب موعود یہ
دائرہ محصور اب پھنکارتے سانپوں میں ہے

ساکھ اپنی اُٹھ گئی کیوں دین کے بازار میں
کھوٹ کچھ تو اپنے ہی اعمال کے سکّوں میں ہے

مل نہیں سکتی کہیں بھی قلبِ مومن کو شمیم
جو حلاوت مہدئ موعود کی باتوں میں ہے

○

گذری ہے چودھویں صدی ہجری ابھی ابھی

اب انتظار مہدی کا اک فکرِ خام ہے

نعتِ مہدی

ظلمت کدے میں شمع ہدایت جلا دیا
رسم و رواج و عادت و بدعت مٹا دیا

وہ کون ہے کہ جس نے یاں درسِ وفا دیا
بندے کو ایک لمحہ میں رب سے ملا دیا

ہر پردۂ حجاب و تحجّر مٹا دیا
مہدی نے چشمِ سر سے خدا کو دکھا دیا

حائل کئی جو کفر کے پردے تھے درمیاں
اپنی نظر کے فیض سے اُن کو اٹھا دیا

کہتے ہیں تذکرے میں وہ جو ہیں ابوالکلام
مہدی نے پھر سے محفلِ ایماں سجا دیا

دائرے کو تل کے کردیا تقسیم اس طرح
ہوتی ہے کس طرح سے سویت بتا دیا

ہے شان جیسی ثمہ علینا بیانہ
اس آن سے زمانے کو قرآں سکھا دیا

آٹھوں پہر کے ذکر کی تلقین سے شمیمؔ
میرے نفس نفس میں خدا کو بسا دیا

○

نعتِ مہدیؑ

ذکر نبیوں نے کیا ہے مہدیِ موعود کا
سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے مہدیِ موعود کا

تاج و تخت و مال و دولت جاہ و حشمت چھوڑ کر
ہر کوئی شیدا ہوا ہے مہدیِ موعود کا

کوئی پوچھے پہلوانِ دیں سے اُن کا ماجرا ہے
کیسا پیارا ماجرا ہے مہدیِ موعود کا

کیسے کیسے دامنِ مہدی میں لیتے ہیں پناہ
آسروں میں آسرا ہے مہدیِ موعود کا

عارفانِ ذات کو آجاتا ہے سب کچھ نظر
روئے یزداں آئینہ ہے مہدیِ موعود کا

تل کے اک دانے کی ہوئی ہے سویت بے گماں
کیا انوکھا واقعہ ہے مہدیِ موعود کا

شاہِ نعمت سے کہا ہے معاف کر والو قصور
کیسا اچھا فیصلہ ہے مہدی موعود کا

جو فرائض ہیں ولایت کے کریں اُن پر عمل
یہ نظامِ دائرہ ہے مہدی موعود کا

وہ خراساں کا سفر اور جاں لیوا مرحلے
کتنا اونچا حوصلہ ہے مہدی موعود کا

شہر جونپور سے ہے فراہ تک اک روشنی
کیا منوّر نقش پا ہے مہدی موعود کا

جو ٹھہر جاتا ہے جاکر منزل دیدار پر
ہاں وہی تو قافلہ ہے مہدیِ موعود کا

جو بھی ہیں وابستگانِ ذاتِ اقدس اے شمیمؔ
رازِ حق اُن پر کھُلا ہے مہدی موعود کا

○

نعتِ مہدی

پردے میں اُن کے نورِ الٰہ تھا چھپا ہوا
چہرہ حضور کا تھا یا قرآں کھلا ہوا

مثلِ نبی اِس کارگہ ہست و بود میں
مہدی کے ماسوا نہ کوئی دوسرا ہوا

پوچھو نہ کچھ نکیرو پڑھو لوحِ دل کو تم
دل پر ہے نامِ مہدی برحق لکھا ہوا

نقلِ امام اور حدیثِ رسولؐ پر
ہے علم جِکو بس وہی دل سے فدا ہوا

اِس دل کے آئینے میں دیدار رات دن
آنکھوں میں نورِ مہدیؑ ہے جب سے بسا ہوا

فاراں کی چوٹیوں سے یہ آئی صدائے حق
طیبہ سے جونپور تک اک سلسلہ ہوا

بھائی کہا ہے جن کو رسولِ کریم ؐ نے
اُن مومنوں کا مہدیِ دین رہنما ہوا

قرآں میں ہیں سو دیکھ لو اٹھارہ آیتیں
ہے جن میں ذکر مہدی برحق لکھا ہے

کتنا ہے خوش نصیب شمیمؔ اُس کو ہر گھڑی
ذکرِ نبی و مہدیِ دین آسرا ہوا

○

نعتِ مہدیؑ

ذکرِ مہدی کا جو دل مسکن ہوا
نورِ ایماں اُس میں پھر روشن ہوا

صحبتِ مہدی سے ہر مومن کا دل
رویتِ حق کے لئے درپن ہوا

بعثتِ مہدی سے سنّت کا چمن
پھر تر و تازہ ہوا گلشن ہوا

ظلمتیں ہی ظلمتیں تھیں چار سو
تب چراغِ دینِ حق روشن ہوا

وہ جو تھا دنیا میں رُسوا و حقیر
ہوگیا مومن تو پھر افگن ہوا

وسوسہ شیطان کا ممکن نہیں،
جب سے یہ دل ذکر کا مسکن ہوا

ذکرِ الااللہ ہے جسکی سانس میں
ہر پہر اُس کا خدا ساجن ہوا

جس زباں پر نامِ مہدی آگیا
اک زمانہ اُس کا بس دشمن ہوا

نعمتِ ذکرِ خفی کا فیض ہے
دل یہ اِلااللہ کا مسکن ہوا

دل کی بے نوری سے تیرہ تھا جہاں
نورِ مہدی سے یہ دل روشن ہوا

بے پناہ مسرور ہے قلب شمیم
اُس کے ہاتھوں آپ کا دامن ہوا

نعتِ مہدیؑ

ہر سانس جسکی مسکن ذکر دوام ہے
ہاں ہاں وہی تو مہدی دیں کا غلام ہے

جسکی زباں پہ ذکر ترا صبح و شام ہے
تحفہ میں اسکو حق کا دوامی سلام ہے

جس لب پہ ذکرِ ثانی خیر الانام ہے
اُس کا مقام اعلیٰ و ارفع مقام ہے

سب کی زباں پہ دیکھئے چرچا یہ عام ہے
مثلِ نظامِ مصطفےٰ تیرا نظام ہے

مہدیؑ و محمدؐ میں کوئی فرق ہی نہیں
اک نور کا اک نور میں بس انضمام ہے

طالب جو دیدِ حق کی ہے اُس چشم کے لئے
مہدی کے دائرہ میں بڑا اہتمام ہے

کل عالمِ بسیط معطّر ہے ذکر سے
کیا مشکبار ختمِ ولایت کا نام ہے

لیتے ہیں نام نامی فرشتے بھی باوضو
ملحوظ اُن کو آپ کا بس احترام ہے

جکو ملا ہے مہدیِ برحق کا واسطہ
میدانِ معرفت میں وہی تیز گام ہے

مہدی کے دائرہ کا یہ اعجاز دیکھئے
دیدارِ حق کا پوری طرح انتظام ہے

متلاشیانِ دیدِ الٰہی سے یہ کہو
صہبائے دیدِ کا یہاں گردش میں جام ہے

تصدیق سے ملا ہے تجھے یہ شرف شمیم
مہدی کے جانثاروں میں تیرا بھی نام ہے

نعتِ مہدیؑ

بعثتِ مہدی سے حق کی بندگی ہونے لگی
بندگی سے دین کی تابندگی ہونے لگی

مہدوی کی بندگی کس شان کی ہے بندگی
بندگی میں ہر گھڑی دیدہ وری ہونے لگی

بعثتِ مہدی کا بس اتنا ہی اک اعجاز ہے
آگہی ہی آگہی آگہی ہونے لگی

آپ کی بعثت ہوئی ہے ایسے گمراہ دور میں
جب نظام مصطفےٰ کی ان سنی ہونے لگی

جب صدائے جاءالحق گونجی بلادِ ہند میں
چار سو اِس بتکدے میں روشنی ہونے لگی

تذکرے میں لکھدیا ہے یہ امام الہند نے
پھر یہاں ایمان کی کھیتی ہری ہونے لگی

اہلِ دانش اہلِ بینش نے کہا یہ برملا
ذکرِ مہدی سے دلوں میں روشنی ہونے لگی

ہیں اگر مومن تو کوئی اُن سے اتنا پوچھ لے
مہدیِٔ موعود سے کیوں بے رخی ہونے لگی

دعوتِ حق دینے نکلے جب امام الکائنات
دشمنانِ دین میں اک کھلبلی ہونے لگی

کیا ہوئیں سب دائرہ والوں کی وہ پابندیاں
اس قدر اب دین سے کیوں بے رخی ہونے لگی

تحفۂ ذکرِ خفی موعود نے ایسا دیا
اپنی سانسوں کی حفاظت ہر گھڑی ہونے لگی

مرحلہ دیدار کا اب ہو گیا آساں شمیم
بطفیلِ مہدیؑ دین چاشنی ہونے لگی

سلام

بحضور حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام

السلام اے واقفِ اسرار یزداں السلام
السلام اے مخزنِ فیضانِ عرفاں السلام

السلام اے انبیاء پاک کی جاں السلام
السلام اے ظلِ احمد ظلِ سبحاں السلام

السلام اے دینِ احمد کے نگہباں السلام
السلام اے شانِ ملت فخرِ دوراں السلام

السلام اے حاکمِ احکام یزداں السلام
السلام اے ہادیٔ دیں نورِ ایماں السلام

السلام اے حاملِ آیاتِ فرقاں السلام
السلام اے کعبۂ دل قبلۂ جاں السلام

السلام اے وہ شمیم عشق کی جاں السلام
السلام اے رونقِ بزمِ گلستاں السلام

منقبت

حضرت بندگی میراں سید محمودِ ثانیٔ مہدیؑ

دلوں پر حکمراں ہیں عاشقانِ ثانیٔ مہدی
ہیں منظورِ خدا وابستگانِ ثانیِ مہدی

بیاں ہو کس زباں سے آپ کی معجز بیانی کا
بیانِ مہدیِ دیں کا اور زبانِ ثانیِ مہدی

مُعطّر ہے فضاءِ دونوں عالم اُس کی خوشبو سے
ریاضِ خلد ہے یا گلستانِ ثانیِ مہدی

بہ شانِ علم ہم پر رازِ وحدت کھول دیتی ہے
زبانِ ثانیِ مہدی، زبانِ ثانیِ مہدی

بیانِ جلوۂ دورِ ولایت اس میں پنہاں ہے
حقائق کا ہے مصدر دعوۂ ماں ثانیٔ مہدی

منانے جشن سیرت ثانیٔ موعودِ آخر کا
ہوئے ہیں ایک جا وارفتگانِ ثانیٔ مہدی

صداقت کا علم ہاتھوں میں لے کر پانچ صدیوں سے
رواں کس شان سے ہے کاروانِ ثانیٔ مہدی

شمیمِ اہلِ بصیرت کے لئے ہے بولتا قرآں
بیانِ ثانیٔ مہدی زبانِ ثانیٔ مہدی

○

منقبت حضرت ثانیِ مہدی

قدرت نے دی ہے اُسکو سزا ثانیِ مہدی
جس نے بھی کی ہے تم سے دغا ثانیِ مہدی

دسویں صدی ہجری میں ہوا آپ کا شہرہ
ہر ایک مورّخ نے لکھا ثانیؓ مہدی

موعودؑ کی مرقد سے جو نہی آئے ہیں باہر
اصحاب کے مجمع نے کہا ثانیؑ مہدی

ہے معجزہ یہ آپ کے معجز بیاں کا
فکروں کو دی ہے جس نے جلا ثانیِ مہدی

ایک ایک من کی بیڑیاں تھیں پاؤں میں مگر
ہوتا تھا پھر بھی سجدہ ادا ثانیؓ مہدی

تم سے ہے عیاں سیرتِ مہدی کی تجلّی
پُر نور ہے عالم کی فضا ثانیِ مہدی

فیض اُسکو ملا اُسوۂ اصحابِ نبیؐ کا
جو آپ کی صحبت میں رہا ثانیِ مہدی

ہر رسم و عادت و بدعت کو مٹانے
مہدی کا جانشین ہوا ثانیِؑ مہدی

حجرے کو ڈھانے بھائیوں کے جھونپڑوں کے ساتھ
کی آپ نے انوکھی دُعا ثانیِ مہدی

راہِ وفا میں جب بھی ہمیں الجھنیں ہوئیں
دل نے تم ہی کو دی ہے صدا! ثانیِ مہدی

محمودیؑ کا روان گیا ہے جہاں جہاں
پھیلی ہے وہاں دیں کی ضیا، ثانیِ مہدی

دیدارِ حق کا بس وہی حقدار ہے شمیم
جس نے بھی کی ہے تم سے وفا ثانیؑ مہدی

○

منقبت حضرت ثانیِ مہدیؑ

آپ کی چشمِ بصیرت کا یہی فیضان ہے
ہر فقیر دائرہ اب دین کا سلطان ہے

دیکھئے ہر دل میں یاں ایمان ہی ایمان ہے
قومِ مہدیؑ پہ یہ حضرت کا بڑا احسان ہے

ثانیِ مہدیؑ کا یہ اعجاز ہے کتنا عظیم
آپ کی ہستی سراپا بولتا قرآن ہے

ہو زیارت آپ کے روضے کی بھی مجھکو نصیب
ایک عرصے سے مرے دل میں یہی ارمان ہے

نام لیوا آپ کا ہے اک تونگر دین کا
اُس کے دل میں دولتِ عرفان ہی عرفان ہے

وقت ہے اب بھی منافق کرے حضرت سے رجوع
پھر یہاں ایمان کی تجدید کا امکان ہے

ہے بلادِ ہند کی ساری فضاء ایماں بدوش
اور اس ایماں کا مبداء آپ کا فیضان ہے

فیضِ مہدی بٹ رہا ہے ثانیِ مہدی کے گھر
یہ خدا کے پاس سے بھیجا ہوا سامان ہے

بیڑیاں تھیں پاؤں میں پر تھا زباں پر ذکرِ حق
کلمۂ وحدانیت کا کیسا یہ اعلان ہے

خوش نصیبی میرے یہ حصے میں آئی ہے نسیمؔ
ثانیِ مہدی پہ میرا گھر کا گھر قربان ہے

○

منقبت

سید الشہداؓ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت

وحدانیت کی شان دکھاتے ہیں خوندمیر
تعدیر کائنات بناتے ہیں خوندمیر

کھانبیل کی زمین سے آئی ہے یہ صدا
مرمر کے آگے شمع جلاتے ہیں خوندمیر

باون ہزار فوج کے خود آکے روبرو
پیغام دینِ حق کا سناتے ہیں خوندمیر

ہمراہ لے کے ساٹھ فقیروں کو یا خدا
باطل کی قوتوں کو جھکاتے ہیں خوندمیر

وحدانیت کی چار سو پھیلا کے روشنی
بدعت کی تیرگی کو مٹاتے ہیں خوندمیر

اوروں کے راستے سے بچا کر جہاں کو
مہدی کے نقشِ پا پہ چلاتے ہیں خوندمیر

گم گشتہ ذوقِ دید کو پلٹا کے راہ پر
دیدارِ ذاتِ حق کا کراتے ہیں خوندمیر

پوچھے کوئی حمید و انار و کبیر سے
کیسے سرِ انا کو جھکاتے ہیں خوندمیر

احیائے دینِ احمد و موعود کے لئے
مثلِ حسین سر کو کٹاتے ہیں خوندمیر

پوچھے کوئی جلال و عطن اور شہاب سے
کیسے شرابِ عشق پلاتے ہیں خوندمیر

حمّاد ذی حشم و جلال و عطن شہاب
قرآں کے معجزے ہیں بتاتے ہیں خوندمیر

○

منقبت

حضرتِ بندگی میاں شاہِ خوندمیرؓ

اظہارِ حق جو تم سے ہوا بندگی میاں
کی ہے ملائکہ نے ثناء بندگی میاں

تن سر سے اور سر سے جدا ہوگا پوست بھی
یہ مہدیِ برحق نے کہا بندگی میاں

مرتد ہے سُرخرو تو منافق ہے سربلند
یہ کیسا وقت آن پڑا بندگی میاں

راہِ طلب میں راہرو رہبر سے پوچھ لو
کتنے پلند اور ہیں کیا بندگی میاں

متلاشیانِ حق و صداقت کے واسطے
وہ آئینۂ جمالِ خدا بندگی میاں

سایہ ہے جس سے ہر طرف راہِ سلوک میں
ایماں کا ہیں وہ پیڑ گھنا بندگی میاں

قرآن دے رہا ہے گواہی ہمیں شمیم
ظلمت میں ہیں اک نورِ خدا بندگی میاں

○

منقبت

سیّد الشہدا حضرت سیدنا حسین رضؓ

ذکر ہوتا ہے تمہارا آج گھر گھر یا حسینؓ
نام نامی آپ کا ہے سب کے لب پر یا حسینؓ

ریت پر بکھرے پڑے تھے آپ کے سب جانثار
آپ کی آنکھوں نے دیکھا کیسا منظر یا حسینؓ

بھر کے مشکیزہ جو پلٹے ہاتھ اُن کے کٹ گئے
پی سکے پانی نہ عباسِ دلاور یا حسینؓ

رو رہے تھے قدسیاں بھی بیبیوں کے ساتھ ساتھ
آپ جب خیمے میں لائے لاشِ اصغر یا حسینؓ

سیف سے اکبر کی ڈر کر تیر برسائے عدو
چھلنی چھلنی ہو گیا تھا جسم اکبر یا حسینؓ

کربلا کی ریت لرزی اور فلک تھرا گیا
جب گرا گھوڑے سے ہمشکلِ پیمبر یا حسینؓ

وہ گلا جو بوسہ گاہِ سرورِ کونین تھا
اُس گلے پر کیسا چلتا کوئی خنجر یا حسینؓ

حق پسندوں کی زباں پر آج بھی ہے یہ سخن
شمع ہے اسلام کی تم سے منوّر یا حسینؓ

وہ شمیمِ نصرتی جو آپ کا ہے اک غلام
آپ کا سایہ سدا ہو اُسکے سر پر یا حسینؓ

○

منقبت

حضرت غوث اعظم دستگیرؒ

بسی ہے کیسی میرے دل میں الفت غوثِ اعظم کی
ملی ہے غیب سے یہ مجھکو دولت غوثِ اعظم کی

زمانہ معترف ہے آپ کی جود و سخاوت کا
بہت اونچی ہے سب ولیوں میں عظمت غوث اعظمؒ کی

کیا مردے کو زندہ آپ نے بس اک اشارے سے
بیاں ہو کس زباں سے یہ کرامت غوثِ اعظم کی

یہی ہے آرزو ہو جائے جلوہ غوثِ اُمت کا
نظر آئیگی کب نورانی صورت غوثِ اعظم کی

علیؓ سے فاطمہؓ سے مصطفٰےؐ سے اور حسنؓ سے بھی
ہے کیسی پیاری و پاکیزہ نسبت غوثِ اعظم کی

گیا خالی نہ کوئی بھی سوالی آپ کے در سے
سخاوت ہی سخاوت ہے سخاوت غوثِ اعظمؒ کی

بہت مسرور ہوں میں اپنی قسمت کے چمکنے پر
مقدر سے ملی ہے مجھ کو نسبت غوثِ اعظم کی

عطا کر مجھ کو یہ توفیقِ دل کے پھیرنے والے
سدا کرتا رہوں میں دل سے مدحت غوثِ اعظم کی

ہوئیں آسان میری منزلیں راہِ طریقت میں
شمیمؔ مجھ پر رہی ہے یہ عنایت غوثِ اعظم کی

○

منقبت حضرت بندگی میراں سید عبدالحی روشن منورؒ

میرا ایمان ہیں روشن منورؒ
شہِ ذیشان ہیں روشن منورؒ

ملا ہے جس کو دم مہدی کے دم سے
سرے دم جان ھیں روشن منورؒ

ثبوتِ مہدئ برحق کی خاطر
کھلی برہان ہیں روشن منورؒ

خدا کو ڈھونڈنے کے راستوں میں
بس اک پہچان ہیں روشن منورؒ

گذر جاتا ہوں میں بزمِ الٰہ تک
درِ احسان ہیں روشن منورؒ

ملا ہے سب کو فیضِ دینِ مہدی
ابو العرفان ھیں روشن منورؒ

دلوں پر حکمراں ہیں جو گروہ کے
وہی سلطاں ہیں روشن منورؔ

یہ نظر تو تلاوت کر رہا ہوں
کھلا قرآن ہیں روشن منورؔ

کہا مہدی نے سر کا تاج اُن کو
دُرِ نیصان ہیں روشن منورؔ

مہک ہے گلستانِ مہدیت میں
گلِ عرفان ہیں روشن منور

مطیع واحمد و خوندمیر وحئی کے
دلی ارمان ھیں روشن منورؔ

گدا ہے تو شمیمؔ اُن کا ازل سے
ترے سلطان ھیں روشن منورؔ

©

منقبت

حضرت بندگی میاں شاہِ قاسم مجتہد گروہ رح

شاہِ قاسم مجتہد ہے قوم کا سردار ہے
جو بھی آجائے اماں میں اُس کا بیڑا پار ہے

دائرہ کا ذرّہ ذرّہ ہے منوّر نور سے
جس طرف بھی دیکھئے اک مطلعِ انوار ہے

شاہِ قاسم آپ کے دربار کی کیا ہو ثناء
جلوہ گاہِ مہدیٔ برحق کی یہ سرکار ہے

تیری نظروں کا تقرّب جس کو حاصل ہو گیا
اُس کے حصے میں سدا دیدار ہی دیدار ہے

تیری فیضانِ نظر جب تک نہ ہو سایہ فگن
پھر خدا کی دید کی منزل بہت دشوار ہے

تیرے رشحاتِ قلم تفسیر ہیں قرآن کی
تیرا ہر مضمون گویا کاشفِ اسرار ہے

مبدائے فیضِ علوم دین ہے تیرا قلم
صاحبانِ علم کو اس بات کا اقرار ہے

گر ثبوتِ مہدیٔ برحق کسی کو چاہیئے
قاسمِ دیں تیری سیرت ذریعۂ اظہار ہے

اک اشارہ سے جھکیں کتنی انا کی گردنیں
جیسے فرمودہ ترا چلتی ہوئی تلوار ہے

منزلِ پاسِ نفس یا منزلِ دیدارِ ہو
یعنی ہر منزل میں تیری رہبری درکار ہے

تیری فیضانِ نظر کا کھل گیا اعجاز جب
کیمیاگر نے یہ سمجھا کیمیا بیکار ہے

دائرہ میں دفن تیرے گوہرِ نایاب ہیں
معدنِ ایمان کو گھیری ہوئی دیوار ہے

نام لیوا ہے ترا شاہا شمیمؔ نصرتی
زندہ ہے تیرے کرم سے اسکو یہ اقرار ہے

○

شب برات

نور ہی نور ہے ہر سمت ہے جلوہ تیرا
آج کی رات تو بخشش ہی ہے منشا تیرا

جو بھی مانگے گا خدا سے وہ ملیگا اُسکو
دینا مقصود ہے ہر چیز وہ دیگا اُسکو

مانگنا ہے اگر اُس سے تو بس اتنا مانگو
اپنے محبوب سے بس اُس کا ہی منشا مانگو

اپنے دلبر کو منانے کا سلیقہ سیکھو
عشق کی پینگ بڑھانے کا سلیقہ سیکھو

اپنا محبوب نظر آتا ہے مائل بہ کرم
اپنے بندوں پہ وہ ہے آج بڑا ہی ارحم

آج ہر مانگنے والے پہ عنایت ہوگی
جو بھی مانگے گا ہاں پوری وہی حاجت ہوگی

آئیے اب درِ یزداں پہ جھکا دیں سر کو
ذکرِ محبوب سے بس اپنے بسالیں گھر کو

اہلِ ایمان تو توحید کے متوالے ہیں
اُن کی آنکھیں ہیں توحید کے دو پیالے ہیں

اپنے پیالوں میں ہم بھر لینگے شرابِ توحید
اور ہم دل میں اُگا لینگے گلابِ توحید

آج کی رات گناہوں کی بھی بخشش ہوگی
ورنہ محشر میں تو ہر بات کی پُرسش ہوگی

آج کی رات ہے اکرام و برکات کی رات
مانگ لو اپنے خدا سے ہے یہ برات کی رات

اے شمیم اپنے خدا سے یہی عزت مانگو
صدقِ دل سے فقط دیدار کی دولت مانگو

تعزیتی نظم

بہ سانحۂ ارتحال حضرت سید نجم الدین صاحبؒ ید اللہیؒ

ہماری بزم سے یہ کون سوگوار گیا
کہ جس سے بزم کی رونق گئی وقار گیا

خبر بڑودہ سے آئی ہے انتقال کی جب
کہا یہ دل نے کہ مہدی کا جانثار گیا

نہ جانے کتنے پرستاروں غمگساروں کا
سکونِ زیست گیا قلب کا قرار گیا

تلاش آج ہے مِلّت کو اس مفکّر کی
عروسِ فکر کی زلفوں کو جو سنوار گیا

ترے خیال میں یادوں کا ہر حسین لمحہ
مرے شعور کی رعنائیاں نکھار گیا

پلائی تو نے بصیرت کی مے ہمیں ایسی
نہ وہ سرور گیا اور نہ وہ خمار گیا

جہاں سے آئی ذری سی بھی ارتداد کی بو
وہاں بڑی ہی متانت سے بار بار گیا

جو نجمِ دین تھا نائب تھا جو یداللہ کا
کہ شانِ مرتضوی لے کے طرح دار گیا

نقوشِ مہدویت کو جوان ذہنوں میں
بڑے ہی پیار و محبت سے وہ ابھار گیا

ابھی ہیں ذہن میں لمحاتِ دلنشین تازہ
شمیم آپ کی صحبت میں جو گذار گیا

○

منظوم خط

بنام محمد ناصر الدین صاحب ایڈیٹر "نورحیات"

○

خدمتِ عالی میں ہے میرا سلام
اور اُس کے ساتھ ہے حاضر کلام

اِس کو تنقیدی نظر سے دیکھئے
ہو پسند گر یہ تو شائع کیجئے

جو غزل کی میری شائع آپ نے
اُس نے لی ہے داد خوب احباب سے

دین کا ناصر ہے جس کا مدیر
ایسے پرچے کی نہیں کوئی نظیر

آپ کی محنت کا یہ اک پھول ہے
جو نہ سمجھے گا یہ اُسکی بھول ہے

فیضِ علم دین کا مبداء ہے یہ
نورِ ایمانی کا اک چشمہ ہے یہ

مجھکو بھی اپنا اسیر اب کیجیے
اور سالانہ یہ چندہ لیجیے

تاکہ میں بھی فیض یاب ہوتا رہوں
نورِ ایمانی سے دل دھوتا رہوں

ہے ضیا سے اُس کی روشن کائنات
تا ابد جاری رہے نورِ حیات

○

بزمِ کہکشاں

یہ نظم بزم کے دسویں سالانہ جشن کے موقع پر منعقدہ جلسہ اور مشاعرہ میں پڑھی گئی۔ اس نظم میں اُن ہی اراکینِ بزم کا تذکرہ ہے جو اس جشن تک بزم کے رکن تھے اور اُن شعراء، ادبا اور مہمانوں کا بھی ذکر ہے جنھوں نے بزم کے اجلاسوں میں اس جشن سے قبل شرکت فرمائی۔

ادب کے چرخ پہ جو دور تک شعاعیں ہیں
یہ وہ شعاعیں ہیں جو کہکشاں سے پھیلی ہیں

یہ بزم، بزم ہے یاروں کی یار باشوں کی
یہ بزم، بزم ہے خوابوں کی خواب گاہوں کی

یہ بزم، بزم ہے تاروں کی ماہ پاروں کی
یہ بزم، بزم ہے نغموں کی نغمہ خواہوں کی
یہ بزم، بزم ہے شعلوں کی اور شراروں کی

اسی کی تھامے ہوئے باگ بڑھ گئے طالب[1]
حسین مشورے عارف[2] کے اس میں شامل ہیں

میاں رفیق[3] بھی بھرتے ہیں رفاقت کا
خیال[4] نے بھی نوازا حسین خیالوں سے

حفیظ[5] نے بھی بچایا ہے اس کو طوفاں سے
سلیم[6] و عابد[7] و خورشید[8] اس کے دلبر ہیں

اسی کی چاہ میں عثمان[9] و منور[10] ہیں
یہ بزم، بزم ہے یاروں کی یار باشوں کی

اسد[11] و نصرت[12] و خواجہ[13] کا بھی سہارا ہے
یہ راز آج یہاں سب پہ آشکارا ہے

شمیم[14] نے بھی معطر کیا فضاؤں کو
ضیائے فکر سے اشرف[15] نے روشنی بخشی

افق پہ اِس کے کبھی چاند[16] بھی ابھر آیا
حبیب[17] نے بھی دیا ہے جگر کا خون اسے

کبھی علی[18] نے اٹھایا ہے اس کا بارِ گراں
بہت دکھائے ہیں غازی[19] نے کارنامے بھی

اسی سے افسر[20] و افضل[21] بھی نور پائے ہیں
یہ بزم بزم ہے خوابوں کی خوابگاہوں کی

بڑے ہی لاڈ سے بابو[22] نے اس کو پالا ہے
اسے محمد[23] و قاسم[24] نے بھی سنبھالا ہے

یہ بزم ہے علی محبوب[25] کو بہت محبوب
ادائیں اسکی بھی یعقوب[26] کو لبھاتیں ہیں

تری حیات سے احسان[27] نے فیض پایا ہے
ترے وجود سے نعمت[28] نے نعمتیں پائیں

پڑے جو وقت کٹھن آج بھی محافظ ہیں
دلاوری کے لئے آج بھی دلاور[۲۹] ہیں

ہوا ہے جب سے ظہور الحسن[۳۰] کا اس میں ظہور
نئے پیام لئے پھر بہار آئی ہے

وہ اپنے ساتھ ہزاروں سلام لائی ہے
یہ بزم، بزم ہے تاروں کی ماہ پاروں کی

ہوئے ہیں اکبر[۳۱] و سردار[۳۲] اس کے گرویدہ
کیا ہے مہدی[۳۳] و ہارون[۳۴] کو بھی اس نے اسیر

اسی کی سمت بڑھائے ہیں ہاتھ عابد[۳۵] نے
حبیب[۳۶] نے بھی بہت اسکی ستائش کی ہے

بڑھایا حوصلہ حیرت[۳۷] نے بھی یہاں نغموں سے
تصورات میں ڈوبے ہیں یہاں تصور[۳۸] بھی

ہوئے ہیں نامی[39] گرامی بھی کہکشاں کے اسیر
ڈرامے پیار کے منجو[40] نے یاں سنائے ہیں

بڑے ہی لطف کی باتیں کہی ہیں اختر[41] نے
کنول[42] کھلا ہے یہاں اور برق[42] چمکی ہے

یہیں یہ خواب زلیخا سنایا یوسف[43] نے
ترانے پیار کے مخدوم[44] نے بھی گائے ہیں

خزانے نور[45] نے عرفاں کے یاں لٹائے ہیں
یہ بزم، بزم ہے نغموں کی نغموں خوابوں کی

منانے جشنِ بہاراں معین[46] آئے ہیں
وہ اپنے ساتھ جواں ولولے بھی لائے ہیں

خوشا نصیب کہ آئے ہیں اب مہندر جی[47]
دلوں میں جاگ اٹھا ان سے جذبۂ الفت

یہاں سعید[٤٨] بھی پیغام تو سنائیں گے
ہجومِ برق میں ہم آشیاں بنائیں گے

یہ بزم، بزم ہے شعلوں کی اور شراروں کی
خلش[٤٩] و فرخ[٥٠] و انور[٥١]، رشید اور احساس[٥٢]
وقار[٥٣] و شاکر[٥٤] و شاغل[٥٥] ادیب اور فکری[٥٦]
ترانے پیار و محبت کے سب سنائے ہیں

کمال[٥٧] نے بھی دکھایا یہاں پہ اپنا کمال
مزاح نگاروں نے بھی بخشی ہے تازگی اسکو
اسی میں قہقہے بانٹتے ہیں انجم[٥٨] و منجو[٥٨/١]
دیا ہے درسِ محبت، رضا[٥٩] و مضطر[٦٠] نے

مجیب[٦١] و باقر[٦٢] و گوہر[٦٣]، وقار[٦٤] اور پرویز[٦٥]
نوید[٦٦] و محسن[٦٧] و عابد[٦٨]، غیاث[٦٩] اور اشرف[٧٠]

امام[1]، زعم[2] و طالب[3] شفق[4] اور عبرت[5]
کیا ہے بارہا روشن چراغِ علم و ہنر

یہ بزم بزم ہے یاروں کی یار باشوں کی
یہ بزم بزم ہے خیالوں کی خواب گاہوں کی

یہ بزم، بزم ہے تاروں کی ماہ پاروں کی
یہ بزم، بزم ہے نغموں کی نغمہ خواہوں کی

یہ بزم بزم ہے شعلوں کی اور شراروں کی
یہ نغمے اور یہ خوشیاں تمہیں مبارک ہو

یہ دسویں جشن کی خوشیاں تمہیں مبارک ہو

○

ع۱ جناب طالب خوندمیری، بانیِ بزم کہکشاں ع۲ سید شاہ محمد عارف نظامی
ع۳ داؤد رفیق ع۴ سید علی خیال آرکیٹکٹ ع۵ ڈاکٹر عبدالحفیظ
ع۶ سلیم نظامی ع۷ عابد نظامی ع۸ عبدالجبار خورشید ع۹ محمد عثمان
ع۱۰ منور خاں ع۱۱ مرزا اسد اللہ بیگ ع۱۲ سید نصرت آرکیٹکٹ

۱۳ محمد خواجہ ۱۴ شمیم نہرتی ۱۵ جناب سید شاہ اشرف نظامی

۱۶ جناب محمد صدیق چاند بھائی ۱۷ جناب سید حبیب اللہ

۱۸ سید علی ید اللہی ۱۹ سید احمد غازی ۲۰ جناب خواجہ افسر

۲۱ افضل الدین احمد سکریٹری ماڈرن اسکول ۲۲ سید محمود یابوجی

۲۳ محمد صاحب، نائب صدر ادارۂ تبلیغ مہدویہ ۲۴ سید قاسم ید اللہی

۲۵ جناب میر محبوب علی ۲۶ سید یعقوب ۲۷ سید احسان الدین

۲۸ سید نعمت اللہ ۲۹ سید دلاور خوند میری ۳۰ محمد ظہور الحسن

۳۱ اکبر علی ناصری ۳۲ بیرسٹر سردار علی خاں ۳۳ نواب مہدی نواز جنگ

۳۴ پروفیسر ہارون خان شروانی ۳۵ عابد علی خاں ایڈیٹر سیاست

۳۶ پروفیسر حبیب الرحمٰن ۳۷ علامہ حیرت بدایونی ۳۸ سید یوسف تصور

۳۹ ڈاکٹر عبد الحلیم نامی ۴۰ منجو قمر ید اللہی ۴۱ اختر حسن

۴۲ کنول پرشاد کنول ۴۳ برق آشیانوی ۴۴ یوسف حسین خاں صاحب

۴۵ مخدوم محی الدین ۴۵ سید نور محمد نور اکیلوی ۴۶ ڈاکٹر معین الدین خاں سانوری

۴۷ مہندر ناتھ (سابق وزیر) ۴۸ سعید شہیدی ۴۹ رؤف خلش

۵۰ حسن فرخ ۵۱ انور رشید ۵۲ ڈاکٹر بیگ احساس ۵۳ وقار خلیل

۵۴ سید علی شاکر ۵۵ شاغل ادیب ۵۶ فکری بدایونی

۵۷ ڈاکٹر مصطفےٰ کمال ۵۸ مسیح انجم ۵۸ مجتبیٰ حسین ۵۹ رضا وصفی

۶۰ مضطر مجاز ۶۱ مجیب عارفی ۶۲ باقر منظور ۶۳ گوہر اسحاقی

۶۴ منیر الدین وقار ۶۵ پرویز ید اللہ مہدی ۶۶ علی الدین نوید

۶۷ محسن جلگانوی ۶۸ مسعود عابد ۶۹ ڈاکٹر غیاث متین
۷۰ اشرف خوندمیری ۷۱ محمد امام امام ۷۲ انجم نظامی ۷۳ طالب رزاقی
۷۴ عبدالرحیم شفق ۷۵ عبرت سکندرآبادی

○

شمیم نصرتی کی دیگر تصانیف

۱. جدید فکری تقاضے اور دعوتِ امام

۲. سیرت حضرت بندگی میاں سید محمود خاتم المرشدین
(جاوری پیپر) بزبانِ ہندی

۳. ایک وضاحت ۔ مراسلت مابین
جناب سید عبدالقادر صاحب، سابق رکن جماعت اسلامی
و
شمیم نصرتی

